بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

گستاخانہ خاکوں کے بعد اب گستاخانہ فلم......اور احتجاجی سلسلہ

شرارِ بولہبی نے ایک بار پھر چراغِ مصطفوی سے متصادم ہوکر مسلمانوں کی غیرت کو للکارا ہے۔ شیطنت کا یہ شرارہ امریکی سرزمین سے پھوٹا ہے اور امریکی حکومت امریکی آئین کے پردے میں اس بدبخت کی محافظ ونگہبان بن گئی ہے۔ اس کا نام نکولا بیسلے nakoula basseley بتایا گیا ہے جس نے ''مسلمانوں کی معصومیت'' (innocence of muslims) نامی فلم بنا کر حرمت رسول ﷺ پر حملہ آور ہونے کی نہایت قابل مذمت، دل آزار اور غلیظ جسارت کی ہے۔ دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے دل چھلنی ہیں۔ خصوصاً عالمِ عرب امریکا اور فلمساز کے خلاف بھڑک رہا ہے۔ اس آگ نے اب تک درجنوں انسانوں کی جانیں نگل لی ہیں اور اربوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ لیبیا کے شہر بن غازی میں امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز اور تین امریکی فوجی اس غصے کی آگ کا ایندھن بن چکے ہیں لیکن فلم کا مجرم نکولا بیسلے بے شرمی اور بے حیائی سے کہہ رہا ہے:

''مرنے والوں کا مجھے افسوس ہے لیکن فلم بنانے کے حوالے سے میں کسی سے معذرت نہیں کروں گا۔''

اس نے مزید ڈھٹائی سے ریڈیو ''ساوا'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: ''عربوں کو احتجاج کا حق ہے لیکن انھیں احتجاج کرنے کی تمیز سیکھنی چاہیے'' یہ بدبخت مصر کا ایک مسیحی ہے جو معاشی ہجرت کر کے برسوں قبل امریکہ جا بسا تھا۔ مجرمانہ ذہنیت رکھنے والی یہ فلم بنانے کا دوسرا کردار سام باسل ہے۔ گستاخانہ فلم کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی حرمت پاک پر حملہ کرنے والے ان دونوں ملعونوں میں سے اصل مجرم کون ہے، ابھی تک واضح نہیں ہو رہا۔ امریکا اور مغرب اصلی نام کو چھپانے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں لیکن آخرکار نقاب اتر جائے گا۔ یہ غلیظ اور دلوں کو دکھ پہنچانے والی فلم دراصل مغرب اور امریکا کے اس دعوے کی بنیاد پر بنائی گئی ہے کہ آزادی اظہار ہر شخص کا بنیادی اور آئینی حق ہے لیکن ہم اسی امریکا سے چند سوال پوچھنا چاہتے ہیں: کیا امریکا اور مغربی ممالک کی جمہوری حکومتوں کے اندر کسی شخص کو آزادی اظہار کے نام پر یہ کہنے اور لکھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ جمہوریت کے برعکس فاشزم اور آمریت کا پرچار شروع کر دے گا؟ اگر امریکا کو آزادی اظہار سے اتنی ہی محبت ہے تو

امریکا بھر میں کسی بھی شخص کو اسی آزادی اظہار کے نام پر ''ہولوکاسٹ'' کے خلاف لکھنے اور تقریر کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟ کیا امریکا میں کوئی شخص ہولوکاسٹ کے خلاف فلم بنانے کی جرأت کر سکتا ہے؟ یہودیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ''ہولوکاسٹ'' کے لفظ کو اتنی تقدیس کیوں دی گئی ہے؟ یہ تفاوت وتضاد کیوں؟ اہم سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام متحد ہو کر اس گستاخ شخص کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر سکتا ہے یا خود ۵۲ سے زیادہ اسلامی ممالک یک جہت اور یک مشت ہو کر براہ راست امریکی شہری کو سزا دے سکتے ہیں؟ اس حساس اور گھمبیر سوال کا جواب ''ہاں'' میں ہے اور اس کے لیے حجت اور بنیاد بھی ہم امریکی کردار سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً ''امریکا کے نزدیک اسامہ بن لادن وہ شخص تھا جس نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو ملیامیٹ کرنے کا منصوبہ بنایا، اس پر اپنی ذاتی جیب سے کئی ملین ڈالر خرچ کیے، اسی کے فراہم کردہ فنڈز سے ۱۹ کے قریب دہشت گردوں نے امریکا میں اٹھارہ ماہ تک جہاز اڑانے اور انھیں اغوا کرنے کی تربیت حاصل کی اور بالآخر ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو نیویارک کے قلب (مین ہیٹن) میں واقع ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے دونوں ٹاورز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معدوم کر دیا۔ بقول امریکا، اسامہ بن لادن محض ایک شخص تھا جس کے فساد انگیز اقدامات سے دنیا کا امن تہہ و بالا ہو کر رہ گیا۔ امریکا نے افغانستان کی طالبان حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کر دیا جائے بصورت دیگر ہم بدلہ لینے کے لیے افغانستان، اس کی حکومت اور عوام کو تباہ کر کے اسے پتھر کے دور میں بھیج دیں گے۔ طالبان کے انکار پر امریکا نے اپنے مطلوب ملزم کو سزا دینے کی خاطر افغانستان کی امارت اسلامیہ کو فنا کر دیا اور لاکھوں افغانوں کو قتل اور لاکھوں کو معذور بنا دیا۔ اپنی قومی حمیت کی تباہی کا بدلہ لینے کے طیش میں کئی مغربی مسیحی ممالک کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کیا عالم اسلام میں یہ ہمت، جرأت اور غیرت ہے کہ امریکا کے جس شخص نے دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا دل دکھایا ہے؛ اسے مسلمانوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کر سکیں؟ کیا تقریباً پانچ درجن اسلامی ممالک اور ڈیڑھ ارب مسلمان توہین رسالت کا بدلہ لینے کے لیے امریکا پر حملہ کر سکتے ہیں؟ سلمان رشدی ایسے گستاخ رسول نے satanic verses لکھ کر ہمارے دل دکھائے لیکن مغربی ممالک اس ملعون کے محافظ بن گئے اور کوئی اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ بل کلنٹن نے اپنے دور صدارت میں رشدی کو وہائٹ ہاؤس میں مدعو کیا اور اسے عزت واکرام سے نوازا۔ گویا سابق امریکی صدر نے لعنتی رشدی کو اپنے ہاں مدعو کر کے مسلمانوں کے دل بھی دانستہ دکھائے اور مسلمانوں کا منہ بھی چڑایا لیکن ردعمل میں ہم سب خاموش رہے۔ امریکی پادری ٹیری جونز نے قرآن

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔ ☆

پاک کو نذر آتش کرنے کی دو بار ناپاک جسارت کی لیکن عالم اسلام کے حکمران پھر بھی کچھ نہ کر سکے۔ بنگلہ دیش کی ڈاکٹر تسلیمہ نسرین نے lajja نامی ناول لکھ کر قرآن پاک اور اللہ کے آخری رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں لیکن اس ملعونہ کو بھی مغربی ممالک (خصوصاً ناروے) نے تحفظ فراہم کر کے اس کی مزید ہمت افزائی کی اور بنگلہ دیشی عوام، حکمران اور ہم سب خاموشی سے، محض ہلکا سا احتجاج کر کے ہاتھ ملتے رہے۔ بھارت نے اس بدزبان عورت کو اپنے ہاں بلا کر تحفظ بھی فراہم کیا اور اس کے قابل مذمت ناول کی خوب تشہیر بھی کی اور اسے لاکھوں روپے کی رائلٹی سے بھی نوازا۔ یہ ملعونہ آج کل دہلی میں رہائش پذیر ہے اور ہر قسم کے مزے اڑا رہی ہے اور بھارتی مسلمان خاموش ہیں۔ دلی کی جامع مسجد کے مشہور امام بخاری صاحب بھی خاموش ہیں، دیوبند کے علماء بھی مہر بہ لب ہیں اور بھارت کی جماعت اسلامی کی لیڈر شپ بھی چپ ہے۔ کینیڈا کی گستاخ عورت ارشاد مانجی، جو دراصل سوڈانی النسل ہے، نے what is the trouble with islam لکھ کر اسلامی قوانین کا مذاق بھی اڑایا اور شریعت اسلامیہ کی بے حرمتی بھی کی لیکن مغرب و مشرق میں بسنے والے مسلمان کینیڈین حکومت اور خود بے لگام مصنفہ کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکے نہ احتجاج میں اپنے عافیت کدوں سے باہر نکل سکے۔ حتیٰ کہ کینیڈا میں مقیم پاکستان کے نامور عالم دین جناب طاہر القادری صاحب، جو آج کل خود کو ''شیخ الاسلام'' کہلانے پر اصرار کرتے ہیں، بھی اس بے حیا عورت کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکال سکے۔ ڈنمارک کے اخبار ''جے پوسٹن'' نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں نہایت توہین آمیز اور دل آزار خاکے شائع کیے تو عالم اسلام ڈنمارک کے خلاف محض چند روزہ احتجاجات پر خود کو محدود کر سکا۔ افسوس اور دکھ کی بات یہ ہے کہ اسلامی ممالک کے تقریباً سبھی مسلمان حکمران براہ راست ان شاتمان رسول کے بارے میں بلند آواز سے کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکال سکے۔ مسلمانان عالم نعرے تو خوب لگاتے ہیں: ''غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے'' لیکن دنیا بھر میں پھیلے ڈیڑھ ارب مسلمان عمل کے میدان میں اپنے اس قول پر کتنا اور کہاں تک پورا اتر سکے ہیں، اس کی چند مثالیں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اسلام کی مبادیات پر حملہ کرنے اور حرمت رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کے خلاف محض مٹھیاں بھینچنے، احتجاج میں بازو لہرانے اور عمارات کو آگ دکھانے سے کیا آئندہ کیلئے مسئلہ حل ہو جائے گا......؟ کیا اس بار منائے جانے والے یوم عشق رسول ﷺ کے نتیجہ میں آئندہ کبھی کوئی ایسی گستاخی کی جرأت نہیں کرے گا اس کی کیا ضمانت ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر آئندہ کے لئے مسلم لیڈرز کے پاس کیا لائحہ عمل ہے......؟ (بشکریہ تنویر قیصر شاہد)

☆ الیقین لا یزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)